

خلیل الرحمٰن...

عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَات

ایک عظیم اور مثالی شخصیت

۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ / 15 مئی 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: www.khutbatenizamia.com/khutbat یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page

JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ o اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ o [اٰلِ عمرٰن3:67،68]

انسان کی فطرت ہے کہ وہ جس شخصیت سے متأثّر ہو اُس جیسا بننے کی کوشش کرتا ہے، اُس کے کردار و عمل سے راہ نمائی لیتا ہے اور اُس کے اخلاق واوصاف کو اپنانے کی جِدّوجُہد کرتا ہے۔

انسان کو وقتاً فوقتاً جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ اُس کے دل ودماغ پر کن شخصیات کے اثرات ہیں؛ کیونکہ اگر اُس کی پسندیدہ شخصیات بارگاہِ الٰہی میں مقبول ومحبوب ہیں تو اُمّید ہے کہ وہ بھی اُن کے نقشِ قدم پر چل کر درجۂ محبوبیت سے سرفراز ہو جائے گا، لیکن اگر خدانخواستہ اُس نے جانے اَن جانے میں کسی نااہل کو آئیڈیل بنالیا تو اِس کا انجام انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے۔

جن شخصیات کو شُعوری طور پر اپنے لیے نمونۂ عمل (Role Model) بنانا چاہیے اُن میں حضراتِ انبیائے کرام علیہم السلام سب سے نمایاں اور سرِفہرست ہیں۔ خصوصاً امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اُسوۂ حَسَنہ اور آپ کے جدِّامجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سیرتِ مبارکہ اِس قدر تابناک اور عالی شان ہیں کہ اِن پاکیزہ ہستیوں کو آئیڈیل بنانے کا حکم خود ربِّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا ہے۔

خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایسی مثالی شخصیت ہیں کہ باری تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانیت کا امام وپیشوا بنایا اور آپ کے بعد والی تمام شریعتوں میں آپ کی سنّتوں اور اداؤں کو باقی رکھا۔ آپ کا عظیم ترین اِعزاز یہ ہے کہ اللہ کریم نے سید الانبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو آپ کی نسلِ پاک میں پیدا فرمایا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اُن کی مُوافقت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ۔ یعنی ”پھر اے حبیب! ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ (آپ کو عقائد اور دین کے اُصول وہی عطا کیے ہیں جو ابراہیم کو عطا کیے تھے تو) آپ دینِ ابراہیمی کی موافقت کریں جو ہر باطل سے جُدا تھے اور مشرک نہیں تھے۔“[1] [النحل16:123]

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ نسلِ نَو ایسی عالی مرتبت ہستیوں کی مبارَک سیرتوں کا مُطالَعہ کرنے اور اُنھیں اپنا آئیڈیل بنانے سے غافل ہوتی جارہی ہے اور اُن افراد سے متأثر ہو رہی ہے جو دینی تعلیمات سے ناواقف ہیں اور مادہ پرستی کے فتنے میں مبتلا ہیں۔ اِس فکری زوال میں جہاں میڈیا کے منفی کردار کا بڑا عمل دخل ہے وہاں ہماری سُستی بھی برابر کی شریک ہے؛ کیونکہ ہم نے نہ تو خود اِن ہستیوں کی سیرتوں کا مطالعہ کیا ہے اور نہ ہی اپنی نئی نسل کو اُن کے روشن کردار، اعلیٰ اخلاق اور ایمان افروز واقعات سے رُوشناس کروایا ہے۔

اَشْہُرِ حُرُم کی مناسبت سے آج ”خلیل الرحمٰن علیہ السلام... ایک عظیم اور مثالی شخصیت“ کے عنوان سے گفتگو ہو گی، اِن شاء اللہ۔

---

[1] ماخوذ از خزائن العرفان

حنفیتِ ابراہیمی اور فتنۂ بین المذاہب ہم آہنگی

سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کی جن عظیم صفات کا قرآنِ مجید نے بارہا تذکرہ فرمایا ہے اُن میں سے ایک نمایاں وصف آپ کا "حنیف" ہونا ہے۔ یعنی قرآنِ حکیم کے مطابق آپ سچے حق پرست تھے اور ہر باطل سے جُدا پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین "اسلام" پر کاربند تھے۔[1]

ایک آیتِ مقدّسہ میں یوں اِرشاد ہے: اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ "بے شک ابراہیم تمام اچھی خصلتوں (پسندیدہ اوصاف) کے مالک، اللہ تعالیٰ کے فرماں بردار اور ہر باطل سے گریز کرتے ہوئے حق پر قائم رہنے والے تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔" [النحل 120:16]

ربِّ کریم نے اِس خوبی کے تذکرے سے بندوں کو یہ تربیت عطا فرمائی ہے کہ اُنھیں بھی باطل نظریات اور گمراہی کے ہر راستے سے جُدا رہتے ہوئے ہمیشہ حق کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھنا چاہیے۔

فتنۂ بین المذاہب ہم آہنگی: موجودہ دَور میں ایک خطرناک عالَمی سازش کے تحت یہ سوچ پروان چڑھانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں اور کسی بھی مذہب کو باطل نہیں کہنا چاہیے... فقط یہی نہیں، بلکہ اتحادِ مذاہب کے تصوُّر کو فروغ دیا جارہا ہے، یعنی یہ فکر عام کی جارہی ہے کہ ایک ایسا مشترکہ مذہب ایجاد کرلینا چاہیے جو سب کے لیے قابلِ قبول ہو۔

اِس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے:

i. میڈیا کے ذریعے نوجوان نسل کی یہ ذہن سازی کی جارہی ہے کہ مذہب فقط عقائد اور چند عبادات تک محدود ہے۔ معاشی معاملات، سیاسی اُمور اور تہذیبی ماحول کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔

ii. قومی اور بین الاقوامی سطح پر "بین المذاہب ہم آہنگی" کے عنوان سے مختلف مُکالَموں، سیمینارز اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جارہا ہے۔

iii. تعلیمی نصاب میں "احترامِ انسانیت" اور "رواداری" جیسے خوش نُما عنوانات کے تحت طلبہ کو یہ تاثُّر دیا جارہا ہے کہ دینِ اسلام کو دیگر مذاہب پر کوئی امتیاز یا برتری حاصل نہیں، سبھی مذاہب کے ماننے والے یکساں طور پر قابلِ احترام ہیں۔

iv. مسلم حکمران فخر کے ساتھ کفار کے مذہبی تہواروں میں شرکت کرتے ہیں، بلکہ اسلامی ریاستیں اسلام کی خدمت وترویج کے لیے اتنی سنجیدہ دکھائی نہیں دیتیں جتنے اہتمام کے ساتھ اِن کفریہ تہواروں کی سرپرستی کرتی ہیں۔

---

[1] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہما: اَلْحَنِيْفُ: اَلْمَائِلُ عَنِ الْأَدْيَانِ كُلِّهَا إِلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ۔
(معالم التنزیل فی تفسیر القرآن [تفسیر البغوی]، لباب التأویل فی معانی التنزیل [تفسیر الخازن]، تحت البقرۃ 135:2)

v. ایسے مراکز قائم کیے جارہے ہیں جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار مشترکہ طور پر عبادات یا سماجی سرگرمیوں میں شریک ہوتے ہیں؛ تاکہ ایک دوسرے کے قریب رہنے سے آہستہ آہستہ دوسرے مذاہب کو غلط ماننے کا تصور ختم ہو جائے۔

مثال کے طور پر 2023ء سے متحدہ عرب امارات (UAE) میں "خاندانِ ابراہیم کا گھر"/ بَيْتُ الْعَائِلَةِ الْإِبْرَاهِيمِيَّةِ (Abrahamic Family House) کے نام سے ایک مرکز قائم ہے، جہاں ایک ہی اِحاطے میں مسلمانوں کے لیے مسجد، عیسائیوں کے لیے کلیسا (Church) اور یہودیوں کے لیے کنیسہ (Synagogue) تعمیر کیا گیا ہے۔ یعنی اُس ہستی کے نام پر باطل کے ساتھ مفاہمت کی کوشش کی جارہی ہے جس کی حنفیت اور حق پرستی کی خود ربِّ ذوالجلال نے تعریف فرمائی ہے۔

اُسوۂ خلیل: اِن پُرفِتن حالات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اُسوۂ مبارکہ ہماری بہترین راہ نمائی کرتا ہے۔ آپ نے کبھی بھی مُداہنَت (حق کے برعکس دُنیاوی مفادات کی خاطر نرمی) یا باطل کے ساتھ مُفاہَمت (Compromise) کا راستہ اختیار نہیں فرمایا۔ نہ تو نمرود کا جبر آپ کو حق پرستی سے روک سکا اور نہ ہی ابلیس کا مکر آپ کے راستے میں رکاوٹ بنا۔ بلامبالغہ آج انفرادی واجتماعی سطح پر اِسی جرأتِ ایمانی، استقامت اور حق پرستی کی شدید ضرورت ہے۔

حق کا راستہ: قرآنِ مجید نے دسیوں آیاتِ مقدّسہ میں واضح فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دین صرف وہی ہے جو خاتم النبیین ﷺ لے کر تشریف لائے اور آخرت میں نجات فقط اُسی کے لیے ہے جو اِس دین کو قبول کرے۔ باقی سب مذاہب باطل و جھوٹ ہیں اور اُن کے ماننے والے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جب تک بندہ اِس حقیقت کو تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے قریشِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کئی پیشکشیں کیں۔ اِسی طرح مسیلمہ کذّاب لعین نے نبوّت میں شراکت کی بنیاد پر ہزاروں افراد سمیت کلمہ پڑھنے کی پیشکش کی، مگر رسول اللہ ﷺ نے اِن تمام تجاویز کو دوٹوک انداز میں ٹھکراتے ہوئے بین المذاہب ہم آہنگی کو مسترد فرمایا، بلکہ خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ نے بھی سورۃ الکٰفرون نازل فرما کر اُن کی سخت تردید فرمائی۔

اقبال علیہ الرحمہ نے سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمہ کی حسین نصیحت کو اپنے اشعار کی لڑی میں یوں پرویا:

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول!

خلاصہ یہ کہ باطل "ایک" کے بجائے "دُوئی" (Double standard) کو پسند کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ایک خدا کے مقابل دوسروں کی طاقت کو بھی مان لیا جائے اور اسلام کے ساتھ کفر کو بھی برداشت کر لیا جائے... اِس کے برعکس حق لاشریک کی طرف بلاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سب سے برتر مانتا ہے اور اُس کے مقابل کسی کی طاقت کو تسلیم نہیں کرتا، حق کا تقاضا ہے کہ اسلام اور کفر میں ہم آہنگی کا تصوُّر بھی نہ کیا جائے۔ چونکہ تُو حق پرست ہے؛ لہٰذا تُو کبھی بھی حق اور باطل کے درمیان سمجھوتے کو قبول نہ کر!

مرکزیّتِ ابراہیمی اور فتنۂ ابراہیمی معاہدہ

سیدنا ابراہیم علیہ السلام تمام ملّتوں میں مرکز کی حیثیت رکھتے ہیں، آپ کو یہودی، عیسائی اور مسلمان... سبھی احترام وعقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل، یعنی یہودی اور عیسائی آپ کے شہزادے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں، جب کہ عرب آپ کے فرزندِ اَرجمند سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ یوں سبھی آپ کے ساتھ نسبت کو اپنے لیے اِعزاز سمجھتے ہیں۔

ایک عرصے سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نام نامی استعمال کرکے حق وباطل کو خلط ملط کرنے کی سازش کی جارہی ہے۔ اِس چال کا مقصد یہ ہے کہ عرب مسلمان اور یہود ونصاریٰ باہمی مذہبی اختلافات کو پسِ پُشت ڈال کر نسبتِ ابراہیمی کے عنوان سے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں۔ پہلے تو یہ فقط ایک مذہبی فریب تھا، مگر اب انتہائی خطرناک سیاسی چال بن گئی ہے۔ چنانچہ جو عرب ممالک آج بھی اسرائیل کو ناجائز ریاست قرار دیتے ہوئے اُسے تسلیم نہیں کرتے، اُن پر امریکی سرپرستی میں دباؤ ڈالا جارہا ہے کہ تم سب سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت سے ایک ہی ہو؛ لہٰذا اِس نسبت کی بنیاد پر اسرائیلی مظالم کی طویل داستان اور غاصبانہ قبضے کی دردناک تاریخ کو بھول جاؤ! اور اسرائیل کو تسلیم کرکے اُس کے ساتھ سفارتی، معاشی اور برادرانہ تعلقات قائم کرلو!

ٹرمپ نے ستمبر 2020ء میں نیتن یاہو اور بحرین ومتّحدہ عرب اِمارات کے وُزرائے خارجہ کے ہمراہ ایک پریس کانفرنس میں باہمی معاہدے کا اِعلان کیا اور اِسے ”ابراہیمی مُعاہدے“ (The Abraham Accord) کا نام دیا۔ بعد میں مَراکش اور سوڈان بھی اِس میں شامل ہوگئے، جب کہ سعودی عرب، قطر اور دیگر ممالک کو شامل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

اِس حوالے سے پہلے تو یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کھرے حق پرست تھے، آپ کا یہودیت وعیسائیت سمیت کسی بھی باطل مذہب سے تعلق نہیں تھا اور نہ ہی آپ کسی بھی قیمت پر حق وباطل کی آمیزش کو قبول کرتے تھے۔ ارشادِ ربّانی ہے:

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ ”ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی، بلکہ وہ ہر باطل سے گُریز کرنے والے مسلمان تھے اور مشرکوں میں سے ہرگز نہیں تھے۔“ [اٰلِ عمرٰن 3:67]

دوسری اہم حقیقت یہ ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے؛ کیونکہ ایمان کے بغیر محض نسبی تعلق بارگاہِ الٰہی میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور فقط وہی خاندانی تعلق معتبر ہے جو سرکارِ دوعالَم ﷺ کے قدموں سے وابستگی کے ساتھ ہو، اِس نسبت کے بغیر نسب کی کوئی وُقعت نہیں۔

چنانچہ جب حضورِ اقدس ﷺ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں یہود ونصاریٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنی نسبت پر فخر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

"بے شک ابراہیم کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ تھے جنہوں نے اُن کی پیروی کی، نیز یہ نبیِ آخر الزمان اور اِن پر ایمان لانے والے (اُن کے قریب تر ہیں) اور اللہ ایمان والوں کا مدد گار ہے۔" [اٰلِ عمرٰن 68:3]

گویا فرمایا گیا: اے ابراہیم سے نسبت کا دَم بھرنے والو! اگر تمھیں اُن سے حقیقی نسبت جوڑنی ہے تو میرے محبوبِ کریم ﷺ کی غلامی اختیار کر لو! اُن کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق اِنھیں کا ہے اور وہ اِنھیں کی جلوہ گری کے لیے دُعائیں مانگتے رہے تھے، پھر اِن کی نسبت سے اِن پر ایمان لانے والوں کا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق ہے۔ جو بد نصیب مرادِ خلیل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی جَدِّہِ الْکَرِیْمِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں سے وابستہ نہیں اُس کا ابراہیم علیہ السلام سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

اِس حقیقت کو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیثِ مبارک مزید واضح کرتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ وُلَاةً مِنَ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ وَلِيِّيَ أَبِي وَخَلِيلُ رَبِّي۔ یعنی "ہر نبی کے انبیائے کرام میں سے کچھ خاص قرب و محبّت والے ہوتے ہیں، میرے سب سے زیادہ قریب ابراہیم علیہ السلام ہیں جو میرے جدِّ امجد ہیں اور میرے ربّ کے خلیل بھی ہیں۔" پھر آپ ﷺ نے بطورِ تائید سورۂ اٰلِ عمرٰن کی مذکورہ آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (جامع ترمذی، حدیث: 2995۔ مسند احمد: 4088)

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ نے واضح فرما دیا کہ یہودی تمہارے بدترین دُشمن ہیں؛ لہٰذا اُن کے شر سے بچ کر رہنا! نیز ربِّ کریم نے یہود و نصارٰی کو دوست بنانے سے سختی کے ساتھ منع کیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ... "اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست مت بنانا! وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔" [المائدۃ 51:05]

افسوس! کہ مسلم حکمرانوں نے اِس حقیقت سے جان بوجھ کر آنکھیں پھیریں اور مصلَحت کے نام پر یہود و نصارٰی کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھائیں... اِس کا نتیجہ ہمیشہ وہی نکلا جو دُشمن کو دوست سمجھنے کا نکلتا ہے۔ اب ابراہیمی معاہدے میں شامل ہونے والے ممالک کو بھی یہ حقیقت نہیں بھولنی چاہیے؛ کیونکہ قرآن و سنّت کی خلاف ورزی کا نتیجہ ذلّت و رُسوائی ہی ہوتا ہے۔

اگرچہ ماضی قریب میں دفترِ خارجہ کی جانب سے یہ دوٹوک مَوقِف سامنے آیا ہے کہ پاکستان "ابراہیمی معاہدے" میں شامل نہیں ہو گا اور یہ بات یقیناً خوش آئند ہے، تاہم اس کے برعکس وقتاً فوقتاً اسرائیل کے ساتھ تعلقات اُستوار کرنے کے حوالے سے بعض نامناسب بیانات بھی سامنے آتے رہتے ہیں۔

بہر حال حکومتِ پاکستان کو قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کے اُصولی موقف پر قائم رہنا چاہیے۔ اسرائیل کو تسلیم کرنا یا اُس کے ساتھ کسی معاہدے میں شریک ہونا نہ صرف لاکھوں شہیدوں کے خون سے بے وفائی ہے، بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، معاشی اور ملی مفادات کے بھی خلاف ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن و سنت کی تعلیمات سے متصادِم ہے۔

یقینِ خلیل کی سرفرازیاں

یقین اُس پختہ علم کو کہتے ہیں جس میں شک وشُبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ یعنی کسی حقیقت کو اِس مضبوطی کے ساتھ جاننا کہ دل میں اُس کے خلاف خیال بھی نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا عقیدہ ہو کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ موجود ہے، وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور پوری کائنات میں اُس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اُس کے تمام احکام برحق ہیں اور دُنیا وآخرت کی کامیابی اُس کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

جس طرح روح کے بغیر جسم مُردہ ہوتا ہے، اِسی طرح یقین کے بغیر ایمان بے جان رہتا ہے اور اُس کی چاشنی نصیب نہیں ہوتی۔ یقین کے مختلف درجات ہیں اور ایمان کی طرح یقین بھی مضبوط اور کمزور ہوتا رہتا ہے۔ عام لوگوں کا ایمان ویقین بھی عام سا ہوتا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا ایمان ویقین بھی اُن کی شان کے مطابق پختہ اور مضبوط ہوتا ہے۔

یقینِ خلیلِ جلیل علیہ السلام کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لیے وہ منظر ذہن میں لائیے کہ ایک طرف تقریباً پوری دنیا جھوٹے معبودوں کی پرستش کر رہی تھی اور دوسری طرف تنِ تنہا سیدنا ابراہیم علیہ السلام توحید کا عَلَم بلند کیے ہوئے تھے۔ نمرود اور اُس کے درباری دلائل سے مقابلہ نہ کر سکے تو آپ کو آگ میں جلانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ آپ کو قید کر کے وسیع میدان میں ایسی آگ تیار کی گئی جس کے گرد تقریباً نوّے فٹ تک بلند دیواریں تھیں۔ ایک ماہ تک لکڑیاں جمع کی جاتی رہیں، یہاں تک کہ اُن کا ڈھیر دیواروں کے برابر ہو گیا۔ پھر آگ بھڑکائی گئی تو شُعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے۔ تپش اتنی زیادہ تھی کہ اس کے اُوپر سے فضا میں بھی کوئی پرندہ گزرتا تو جل جاتا۔ پھر ایک بلند جگہ مِنْجَنِیق (پتھر پھینکنے کی مشین) نصب کی گئی اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اُس میں رکھ دیا گیا۔ اِس وقت جبریلِ امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر پوچھا: یَاإِبْرَاهِيمُ! هَلْ لَكَ حَاجَةٌ؟ یعنی پیارے خلیل! میرے لیے کوئی حکم؟ فرمایا: أَمَّا إِلَيْكَ فَلَا۔ آپ سے کوئی کام نہیں۔ اُنھوں نے کہا: اپنے ربّ سے اِلتجا کر لیجیے! ارشاد فرمایا: حَسْبِي مِنْ سُؤَالِي عِلْمُهُ بِحَالِي۔ وہ میری حالت کو خوب جانتا ہے، یہی مجھے کافی ہے۔ (غرائب القرآن ورغائب الفرقان [تفسیرِ نیشاپوری]، مفاتیح الغیب [تفسیرِ کبیر]، تحت الانبیاء 68:21)

اقبال علیہ الرحمہ نے منظر کشی کرتے ہوئے خوب کہا:

پختہ ہوتی ہے اگر مصلَحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلَحت اندیش تو ہے خام ابھی [1]

---

[1] عقل تب پختہ ہوتی ہے جب وہ مَصْلَحَت کو پیشِ نظر رکھے، لیکن عشق کا اُصول جُدا ہے.... عشق مصلحت کو پیشِ نظر رکھے تو ابھی خام اور ناپختہ ہے، عشق تب کامل ہوتا ہے جب وہ انجام کی پرواہ کیے بغیر محبوب کی رِضا چاہتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی[1]

اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خلیل کے یقین کی ایسی لاج رکھی کہ رہتی دنیا تک اہلِ ایمان کے لیے یہ واقعہ توکّل و یقین کا روشن مینار بن گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ ”ہم نے آگ کو حکم فرمایا کہ ابراہیم کے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا!“ [الانبیا 21:69] چنانچہ آگ کی گرمی ختم ہو گئی اور روشنی باقی رہی، اُس نے صرف وہ رسّیاں جلائیں جن سے سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو باندھا گیا تھا۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: مَا كُنْتُ أَيَّامًا قَطُّ أَنْعَمَ مِنِّي مِنَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتُ فِيهَا فِي النَّارِ ۔ یعنی مجھ پر اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ نعمتیں اُن دنوں میں تھیں جن دنوں مَیں آگ میں رہا تھا۔ (جامع البیان [تفسیر طبری]، تحت الآیۃ)

ہماری حالتِ زار: آج اُمّت کا سب سے بڑا مسئلہ یقین کی کمزوری ہے۔ ہماری نئی نسل کو اسلاف کے ایمان افروز واقعات سے رُوشناس ہی نہیں کرایا گیا جو یقینِ محکم کی دولت سے مالا مال تھے۔ اِنھوں نے زیادہ تر مغرب زدہ افراد کی باتیں سُنی ہیں اور اسی فکری سانچے میں اپنی سوچ کو ڈھالا ہے۔ ہمارے کمزور یقین کا حال یہ ہے کہ:

- مسلم حکمران امریکی ہدایات کے برعکس کوئی قدم اُٹھاتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ اگر ٹرمپ ناراض ہو گیا تو ہمارے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دینی تقاضوں سے غداری کرتے ہوئے نہیں ڈرتے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا تو زمین و آسمان میں کہیں بھی پناہ نہیں ملے گی!
- لوگ دُنیاوی مادّی طاقتوں سے مرعوب ہو جاتے ہیں، مگر یہ نہیں سوچتے کہ سب سے بڑی قدرت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جو بندہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کر لے اُسے دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کر سکتی۔ ”معرکۂ حق بُنیانٌ مَّرصوص“ میں اپنی طاقت پر ناز کرنے والے دشمن کے خلاف پاک افواج کی شان دار فتح قدرتِ الٰہیہ کا روشن ثُبوت ہے۔

اقبال علیہ الرحمہ نے قوم کے راہ نماؤں کو نسلِ نَو کی تربیت سے متعلق انتہائی عمدہ بات سکھائی۔ کہا:

گرماؤ غلاموں کا لہو سوزِ یقیں سے!
کُنجشکِ فَرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو![2]

---

[1] لبِ بام: چھت کا کنارہ۔ یعنی عشق بے خوف ہو کر آگ میں کود گیا، جب کہ عقل چھت کے کنارے دیکھتی رہ گئی۔

[2] کُنجشک: چھوٹا پرندہ / چڑیا۔ فَرومایہ: بے چاری / بے قدر۔ یعنی سوزِ یقین سے غلاموں کا خون گرماؤ؛ کیونکہ یقین ایسی طاقت ہے کہ اگر یہ مل جائے تو بے چاری چڑیا بھی شاہین کا مقابلہ کر سکتی۔

حرفِ آخر: سیرتِ خلیل علیہ السلام کے حسین پہلو

ہر انسان کسی نہ کسی شخصیت سے متأثّر ہوتا ہے اور شعوری یا غیر شعوری طور پر خود کو اُسی کے سانچے میں ڈھال رہا ہوتا ہے۔ نہایت خوش نصیب ہیں وہ حضرات جنھیں رحمتِ الٰہی سے محبوبانِ خدا کو اپنا آئیڈیل اور نمونۂ عمل بنانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ ایسے افراد خالقِ کائنات جَلَّ مَجْدُہُ الْعَزِیْز کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔ اِس کے برعکس بڑے خسارے میں ہیں وہ لوگ جو کسی کافر، گمراہ یا نافرمان کے گرویدہ ہو کر اُس جیسا بننے کی کوشش کر رہے ہیں! اِنھیں فوری طور پر اپنی اصلاح کرنی چاہیے؛ کیونکہ بُروں کو رول ماڈل بنانے کا انجام دُنیا و آخرت میں نہایت خطرناک ہو سکتا ہے۔

علمِ دین سے دُوری اور سوشل میڈیا کے اثرات کا نتیجہ ہے کہ رول ماڈل کے انتخاب میں نسلِ نَو کی ترجیحات نہایت تشویش ناک رُخ اختیار کرتی جا رہی ہیں۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ایسے افراد سے متأثّر ہو رہی ہے جو دین سے بیزار ہیں یا دینی تعلیمات اور تقاضوں سے ناواقف ہیں اور پھر نادانی میں اُنھیں ہی اپنا آئیڈیل تسلیم کرنے لگی ہے۔

اگر ہم نے اس صورتِ حال کی نزاکت کو محسوس نہ کیا اور اصلاحِ احوال کی طرف توجہ نہ دی تو خدشہ ہے کہ مستقبل میں اِس کے نتائج انتہائی ناگفتہ بہ ہوں گے۔

ماہِ ذوالقعدہ اختتام کے قریب ہے اور ذوالحجہ کی آمد آمد ہے۔ یہ دونوں مہینے عزّت و حُرمت والے ہیں اور دونوں کے ساتھ سیدنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی حسین یادیں وابستہ ہیں۔ اِسی مناسبت سے آج "خلیل الرحمٰن علیہ السلام... ایک عظیم اور مثالی شخصیت" کے عنوان سے آپ کی سیرتِ مبارکہ کے چند لائقِ تقلید پہلوؤں پر گفتگو کی گئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

⇐ کسی شخصیت کو آئیڈیل بنانا ہو تو حضراتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کے اسمائے مبارکہ سب سے نمایاں ہیں۔ اُن سے بڑا راہ نما اور پیشوا کوئی نہیں ہے۔

⇐ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ربِّ کریم نے تمام انسانیت کے لیے امام بنایا ہے۔ آپ ہمارے نبیِ کریم ﷺ کے جدِّ امجد ہیں اور آپ کی سیرتِ مبارکہ کا مطالعہ کر کے اُسے مَشعلِ راہ بنانا ایمان کی ترقّی کا اہم ذریعہ ہے۔

⇐ قرآنِ مجید کے مطابق "حَنِیف" ہونا سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمایاں وصف تھا۔ یعنی آپ سچے حق پرست تھے اور ہر باطل کو چھوڑ کر پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین "اسلام" پر کاربند تھے۔

اِس وقت "بین المذاہب ہم آہنگی"، "اتحادِ مذاہب" اور "رواداری" جیسے دل کش عنوانات کے ذریعے اِس تصوُّر کو فروغ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ تمام مذاہب برحق ہیں اور کسی کو بھی باطل نہیں قرار دینا چاہیے... جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا دین صِرف وہی ہے جو خاتم النبیین ﷺ لے کر تشریف لائے اور آخرت میں نَجات بھی صرف اُنہی لوگوں کے لیے ہے

جو اِس دین کو صدقِ دل سے قبول کریں۔ باقی سب مذاہب باطل و جھوٹ ہیں اور اُن کے ماننے والے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جب تک بندہ اِس حقیقت کو تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حق پرستی اور حَنَفِیّت سے سبق لیتے ہوئے ہمیں استقامت کے ساتھ ہمیشہ اسلام پر کاربند رہنا چاہیے اور ہر قسم کے کفر اور گمراہی سے دُور رہنا چاہیے۔ کم از کم اتنی بات ہی ذہن میں راسخ کر لیں کہ ہمیں ربِّ کریم نے اُس عظیم نبی کے ساتھ نسبت سے نوازا ہے جو انبیائے کرام کے بھی امام ہیں ﷺ، اگر اب بھی ہم کسی اور طرف دیکھیں تو اِس سے بڑی نالائقی اور محرومی کیا ہو سکتی ہے!

⟸ قرآنِ حکیم کے مطابق سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا یہودیت و عیسائیت سمیت کسی بھی باطل سے تعلق نہیں تھا اور نہ ہی یہود و نصاریٰ کو آپ سے کوئی نسبت ہے۔ آپ کا نام نامی استعمال کر کے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش ایک خطرناک سیاسی چال ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان صہیونی مظالم کی طویل داستان کو بھول جائیں اور اسرائیل کو تسلیم کر کے اُس کے ساتھ سفارتی و معاشی تعلقات اُستوار کر لیں۔ چنانچہ ہمیں یہ حقیقت خوب ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنا یا ابراہیمی معاہدے میں شامل ہونا نہ صرف لاکھوں شہیدوں کے خون سے بے وفائی ہے، بلکہ مسلمانوں کے سیاسی، معاشی اور ملی مفادات کے بھی خلاف ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن و سنت کی واضح تعلیمات سے متصادِم ہے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ پاکستان نہ تو اسرائیل کو تسلیم کرے گا اور نہ ہی ابراہیمی معاہدے کے دھوکے کا حصہ بنے گا۔

⟸ اللہ تعالیٰ پر پختہ یقین بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا نمایاں وصف تھا اور آج ہمیں اپنے یقین کو پختہ کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ کاش! یہ حقیقت ہمارے دل و دماغ میں پوری طرح راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی حاکمِ اعلیٰ، بے انتہا قدرت کا مالک اور غالب و خبردار ہے۔ اُس کی مدد شاملِ حال ہو تو ساری دُنیا مل کر بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتی، جب کہ نعوذ باللہ وہ بے یار و مددگار چھوڑ دے تو تمام لوگ جمع ہو کر بھی ذرّہ برابر فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔

یقین کی پختگی جس قدر زیادہ ہو ایمان کی حلاوت و چاشنی بھی اُتنی ہی زیادہ نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت بھی اُسی قدر شاملِ حال رہتی ہے۔

شرعی مسئلہ: ذوالحجہ کے آغاز سے قربانی تک حجامت بنانے اور ناخن تراشنے سے اجتناب کرنا مستحب ہے، حتّٰی کہ جس نے قُربانی نہیں کرنی اُس کے لیے بھی حجامت نہ کروانا باعثِ اجر و ثواب ہے؛[1] لہٰذا ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے حجامت وغیرہ سے فراغت حاصل کر لینی چاہیے، تاہم اگر کوئی شخص ذوالحجہ میں حجامت کرواتا ہے تو وہ گناہ گار نہیں۔

---

[1] موئے زیرِ ناف اور موئے زیرِ بغل چالیس دن کے اندر کاٹنا ضروری ہیں، چالیس دن سے زیادہ بڑھانا مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے؛ لہٰذا اگر کسی شخص نے کئی دن سے ناخن یا موئے زیرِ ناف و بغل نہ کاٹے ہوں اور قربانی تک نہ کاٹنے سے چالیس سے زیادہ دن ہو جائیں گے تو وہ اس مستحب پر عمل نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ سرکارِ دوعالَم ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے!

جن خوش نصیبوں کو اِس سال حجِ بیت اللہ کا شرف مل رہا ہے خالقِ کریم اُن کی کاوشوں کو قبولیت سے نوازے! اور ہمیں بھی بار بار اِس سعادت سے بہرہ مند فرمائے! ربِّ کریم اُسوۂ حسنہ اور سیرتِ خلیلِ جلیل علیہ السلام پر عمل کے شرف سے نوازے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کردے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!